گورنر سندھ؟ میاں صاحب ایں چہ بوالعجبیست؟

ایم کیو ایم حسب عادت بموجب اپنی لسانی فسطائیت سیاسی بلیک میلنگ کا کھیل بڑی پرکاری سے کھیل رہی ہے۔ کراچی کس کی سفاکی سے خون میں نہا رہا ہے۔ اس کا جواب ذوالفقار مرزا واشگاف الفاظ میں دیتے ہیں مگر صدر مملکت اسے مرزا موصوف کی ذاتی سوچ فرما کر پارٹی لائن کو بری قرار دے لیتے ہیں۔ سید منور حسن کے منہ پر کون ہاتھ رکھے۔ لسانی خمیر سے اٹھنے والی تحریکیں، علیحدگی کی منزل کی راہی ہوتی ہیں۔ تاریخ اس پر گواہ ہے۔ اب یہ فتنہ گری محمد علی درانی نے برپا کی ہے دس سال تک مشرف کے آمرانہ اقتدار کے مزے لوٹنے کے بعد سینیٹر موصوف نے سرائیکی صوبہ کا نعرہ بلند کیا ہے اور ان سے کوئی نہیں پوچھتا کہ مشرف کی بگھی کھینچنے کا داغ تو پہلے دھو لو پھر بہاولپور کا مقدمہ بھی لڑ لینا۔ بہاولپور ریاست تھا۔ ون یونٹ بنا تو ڈویژن کے طور پر داخل پنجاب ہوا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ صوبہ کب تھا مگر درانی صاحب تو اتر اور دھڑلے کے ساتھ تاریخ کو جھٹلا رہے ہیں۔ گورنر سندھ نے استعفیٰ دیا یا نہیں مگر دبئی بھاگ گئے ہیں، کیوں؟ وہ گورنر تھے۔ بڑا اچھا وقت تھا۔ عدلیہ آزاد تھی۔ وہ اپنے مقدمے لڑ لیتے اور بری ہو جاتے مگر شاید انہیں معلوم تھا کہ گورنر ہوتے ہوئے بھی اپنی بے گناہی ثابت کرنا مشکل تھا اس لئے قائد تحریک کی طرح بھاگ جانا ہی اچھا لگا...... مگر حسب سابق کچھ عرصہ ہی بعد روٹھی بیوی کی طرح بھینس کی دم تھامے دوبارہ گورنر ہاؤس میں قدم رنجہ فرما چکے ہیں۔

وزیر اعظم پاکستان تو خوب جانتے ہیں کہ سرائیکی زبان کی بنیاد پر، صوبہ کا مطالبہ ملک کی سالمیت پر کلہاڑا چلانا ہے۔ مگر انہوں نے اس مطالبہ کو پی پی کے منشور میں شامل کرنے کا اعلان فرما دیا ہے۔ وہ وزیر اعظم ہو کر آئین سے انحراف کر رہے ہیں۔ محمد علی درانی کو تو سیاسی حیات برقرار رکھنے کیلئے کچھ کرنا تھا مگر انہیں تو ایسی کوئی مجبوری نہ ہے۔ ایم کیو ایم سے ن لیگ والوں کا میل ملاپ ایں چہ بوالعجبیست؟ کی بدترین مثال ہے۔ جب میاں

صاحب اور پی پی پی کے درمیان پنجاب اور مرکز کے اقتدار پر سمجھوتہ موجود ہے تو کس سیاسی ضرورت کے ساتھ ایم کیو ایم سے راہ و رسم بڑھاتے ہیں۔ اس سے تو ق لیگ سے راضی نامہ کر لینا ہزار درجہ بہتر تھا۔ ق لیگ نے پی پی پی سے اتحاد کر کے کوئی قومی ضرورت پوری نہیں کی ہے۔ ان کا درد دوسرا تھا۔ وہ اپنے نور چشم کو ظفر قریشی سے چھڑانا چاہتے تھے اور اس کی تفتیش سے اسے نکلوا کر اپنے اتحاد کی آدھی قیمت وصول کر چکے ہیں مگر ن لیگ کس درد کی دوا کیلئے نائن زیرو کو مطاف بنا بیٹھی ہے؟

گرینڈ الائنس، مگر کس کے خلاف؟ مولانا فضل الرحمٰن ن لیگ کو اس راہ میں رکاوٹ فرماتے ہیں۔ مگر یہ نہیں فرماتے کہ پی پی پی کے ساتھ پیار اور اقتدار کا جھولا (۴) چار سال تک جھولنے کے بعد اب اسی کے خلاف گرینڈ الائنس کی کیا حاجت پیدا ہوگئی ہے جبکہ ''اندر خانے'' کئی گفتنی و ناگفتنی رابطے موجود ہیں۔ مولانا سیاست میں صاحب طرز سیاستدان ہیں۔ ہم ان کے طرز سیاست کی داد دیتے ہیں۔

امریکی دسیسہ کاریاں، بھارتی چالاکیاں اور ہماری مجبوریاں

امریکہ نے اپنی روائتی طوطا چشمی کا نیا کھیل شروع کر دیا ہے۔ امداد جس کا نصف سے زائد اس کے ٹریز ہی کھا جاتے تھے، بند کر لی ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ کرے دنیا کی ساری اقوام ہماری امداد بند کر دیں تاکہ ہم خوئے گداگری سے باز آجائیں۔ ہم یہ اس لئے کہتے ہیں کہ امداد کچھ تو معطی ہی ایک ہاتھ سے دے کر دوسرے سے لے لیتے ہیں، جو باقی بچتی ہے وہ سیاستدان، سرکاری اہل کار اور ٹھیکیدار ہڑپ کر جاتے ہیں اور قرض قوم کے سر چڑھ جاتا ہے۔ مشرف نے اپنی نالائقی سے بزدلی دکھائی اور خواہ مخواہ پرائی لڑائی مول لی۔ الٹی آنتیں گلے کو، اب ہم اس پرائی لڑائی کو اپنی کہنے پر مجبور ہیں۔ امریکہ افغانستان سے جانے کیلئے نہیں آیا۔ وہ چین کو محاصرے میں کیا لے گا۔ وہ صرف اور صرف پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات کے قریب رہنا چاہتا ہے اور یہی شیطانی سوچ اسے یہاں لائی ہے کہ جونہی موقع ملے، وہ ہم پر حملہ کر دے گا۔

اگر وہ ایبٹ آباد میں سٹریٹجک ایکشن کر سکتا ہے اور یرقان کیلئے جعلی انسدادی مہم ہمارے ہی ڈاکٹر کے ذریعے کامیابی سے مکمل کر سکتا ہے تو اس سے کچھ بھی بعید نہیں ہے۔

یہ امر ہماری سنجیدہ فکر کا طالب ہے کہ وہ بے نام امریکیوں کیلئے ہم سے ان گنت ویزے کیوں مانگتا ہے اور ہم اتنے بے بس ہیں کہ ہم ویزے دے رہے ہیں۔ وہ ہمارے زمینی راستوں سے انڈیا کو افغانستان تک رسائی